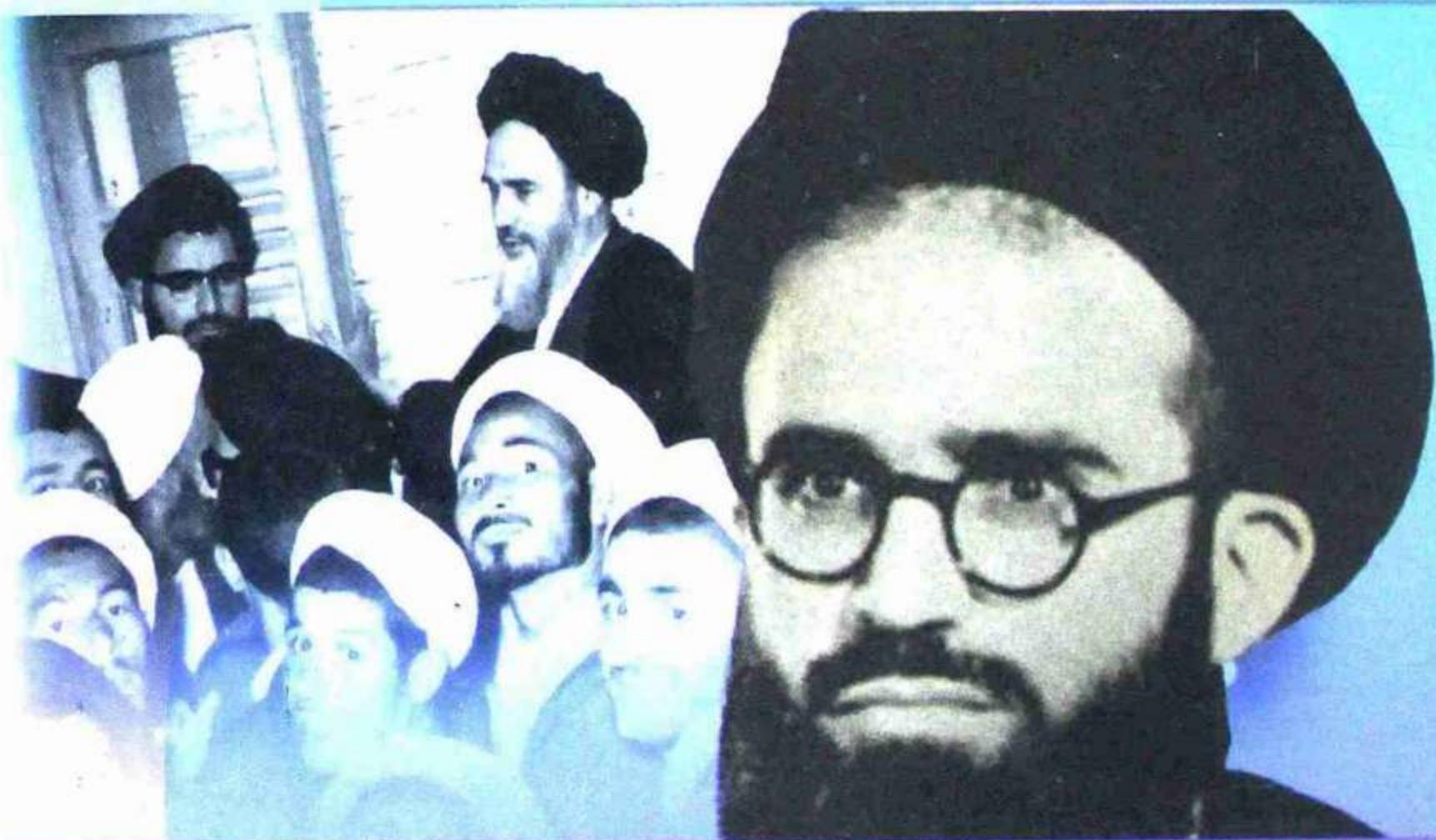


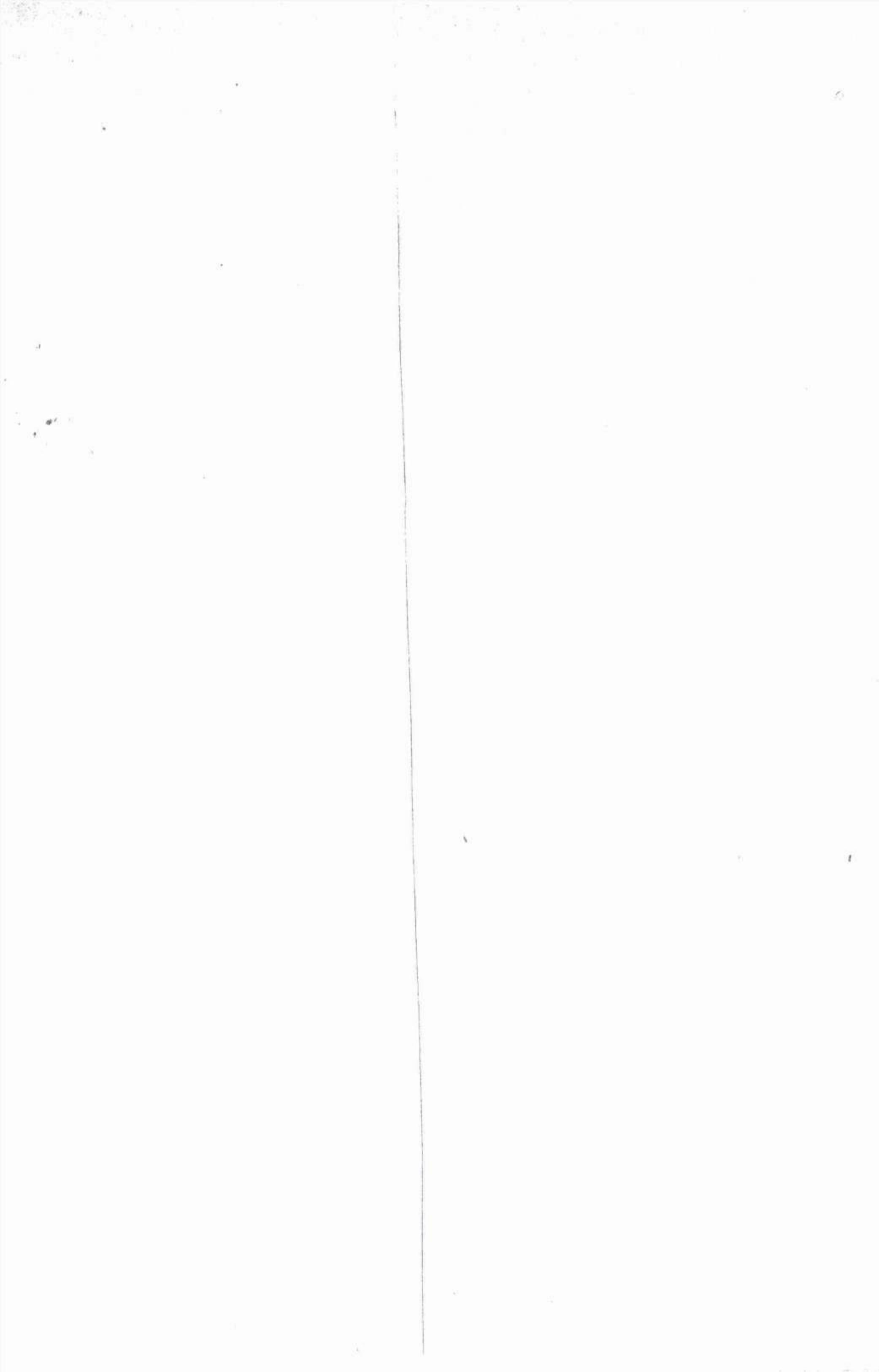
مثالی لوگ

شہید آیة اللہ محمد رضا سعیدی



سید سجاد حیدر صفوی

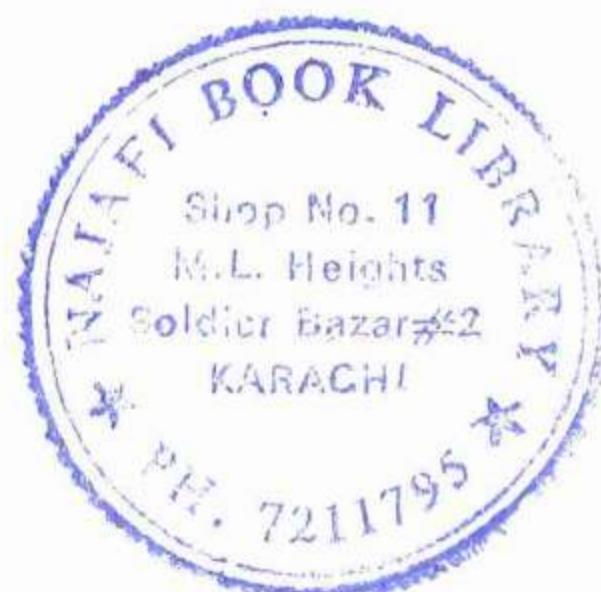




102987 8/10/09

MARAFI BOOK LIBRARY

بسم الله الرحمن الرحيم



F8R.01

مشائی لوگ (۶)

شہید سعیدی

تألیف

سجاد حیدر

نشر شاحد

نام کتاب مثالی لوگ (شہید سعیدی)

مؤلف سجاد حیدر

تصحیح سید نجیب الحسن زیدی

سرور ق محمد اشرف

ناشر نشر شاحد

کپوزنگ وجہت حسین

Isbn:978-964-394-372-1

فہرست مطالب

مقدمہ ناشر	۱
مختصر حالات زندگی	
ولادت.....	۵
جیل میں.....	۱۲
تہران میں.....	۱۳
امام خمینیؑ اور آیۃ اللہ سعیدیؑ	
اگر پوری دنیا بھی ساتھ چھوڑ دے	۱۷
امام خمینیؑ آیۃ اللہ سعیدیؑ کے گھر.....	۱۹
صرف خدا کے لئے.....	۲۱
سب کچھ امام خمینیؑ کی اجازت سے	۲۳
امام خمینیؑ کے نام پر صلوات.....	۲۵
ایک خط کی بات.....	۲۶
تہنا خمینی.....	۲۹

۳۱.....	امام خمینی سے عشق....
۳۳.....	امام خمینی کا شہید سعیدی سے لگاؤ.....
۳۴.....	شاہ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا.....
۳۶.....	امام خمینی شہید کی مجلس ختم میں.....
۳۷.....	ناقابل بیان عشق.....
۳۸.....	کویت میں.....

آیة اللہ سعیدی کی خصوصیات

۴۴.....	کبھی من مانی نہیں کرتے تھے.....
۴۵.....	دشمن کی پہچان.....
۴۷.....	ہم قرآن کے تابع ہیں.....
۴۹.....	ولایت فقیہ کی حمایت واجب ہے.....
۵۰.....	ثریا کے فوٹو.....
۵۲.....	تن تنہا مقابلہ.....
۵۳.....	وقت کا ابوذر.....
۵۶.....	امریکی سرمایہ کاروں کے خلاف احتجاج.....
۵۹.....	ہمیشہ پہلے سلام کرتے.....

کچھ یادیں...! کچھ باتیں

۶۱..... شاگرد سے معافی مانگی.....

۶۳.....	شہید سعیدی کا ایک مذاق
۶۵.....	امر بالمعروف کا طریقہ
۶۷	لوگوں کی مدد
۶۸.....	پہلے پڑوس پھر گھر
۷۰	ایک کرامت
۷۵	منافق
۷۶	وہ شخص؛ میں جس کی تلاش میں تھا
۷۸	آیت اللہ سعیدی سے میرا لگاؤ
۸۰.....	صلوات کی برکت
۸۲.....	خدا سے شرم کرو
۸۳	بے حجابی سے با حجابی تک
۸۶.....	شہید سعیدی اور امام حسینؑ
۸۸	ہمارے رہبر امام حسینؑ
۸۹.....	وصیت نامے سے مطلع کیا
۹۱.....	شہادت کی تمنا
۹۲	میں شہادت کے لئے تیار ہوں
۹۳.....	اپنی شہادت سے با خبر کیا
۹۵.....	شہادت کا علم

مقدمہ ناشر

ایران کے اسلامی انقلاب کی برکتوں میں سے ایک ایسے ہمہ گیر چہروں کا ظہور ہے جو پوری ایک مملکت کو بیدار کرنے اور اسے نئی زندگی عطا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

یہ وہ تابناک چہرے ہیں جو ایک طرف بلند اسلامی افکار سے آشنا ہیں اور دوسری طرف میدانِ عمل میں بھی شریعت کی پیروی میں بھی پیشگام ہیں، دشمنانِ دین کے مکر و حیلوں کو بھی جانتے ہیں اور ساتھ ہی مجازِ کفر کے ساتھ بر سر پیکار رہنے پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور شاید پوری تاریخ میں کبھی بھی امتِ مسلمہ آج کی طرح بڑی شدت کے ساتھ ایسے چہروں کے انتظار میں نہیں تھی۔

اس قسم کے مفکرین ایک خاص قوم و سر زمین سے بالاتر ہیں اور چونکہ یہ لوگ خالص اسلامی فلکر کے پرورش یافتہ ہیں لہذا ہر مسلمان کے لئے، چاہے وہ کسی بھی زبان یا قوم سے وابستہ ہو، ایک نمونہ اور آئینہ میں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس قسم کے تابناک چہروں کو پہچاننے

کا ایک طریقہ انگلی زندگی کے ایسے مختلف حالات و واقعات کا مطالعہ کرنا ہے جن سے انکے بلند افکار، دینی بصیرت اور سماجی کردار کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

ہمیں بہت فخر ہے کہ ہم ایسے چند ایک اسلامی مفکرین کے حالات زندگی پر مبنی اردو لٹریچر پیش کر رہے ہیں جنہوں نے اسلامی انقلاب کی کامیابی میں ایک اہم رول نبھایا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمان جوان، ان عظیم ہستیوں کو اپنا آئیڈیل قرار دے کر اسلامی سرحدوں کے اندر، اسلامی فلکر کی تقویت اور مذہبی اقدار کی بالادستی کے لئے کوشش رہیں گے۔

اس مجموعہ کے لئے جن دوستوں نے تعاون دیا ہے ہم ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں خاص کر جناب سید سجاد حیدر کہ جنہوں نے شہید آیۃ اللہ سعیدی کے زندگی نامہ کو تالیف کرنے کی زحمت اٹھائی ہے۔

انتشارات نشر شاہد

ختصر حالات زندگی



ولادت

مشہد مختصر حالات زندگی مقدس کے محلہ "نو غان" میں رہنے والے ایک مرد مومن سید احمد خوش تھے کہ ان کے یہاں ایک بچے کی ولادت ہونے والی ہے لیکن معلوم نہیں تھا کہ یہ بچہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ اس لئے سید احمد دل میں بیٹھے کی آرزو لئے امام رضا کی بارگاہ مقدس کی طرف چل پڑے تاکہ اپنے مولا و آقا سے اپنے دل کی بات کہیں اور ان سے اپنی دیرینہ حاجت طلب کریں۔ البتہ وہ ان افراد میں سے نہیں تھے جو بیٹیوں کے وجود کو منحوس سمجھتے ہیں اور بیٹی کی پیدائش ان کے لئے شرم کا باعث ہوتی ہے بلکہ ان کی یہ تمنا ایک خاص مقصد کے تحت تھی جو وہ صرف اپنے امام سے کہنا چاہتے تھے۔ سید احمد کو معلوم تھا کہ جہاں وہ جا رہے ہیں وہاں

فضل و کرم کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جہاں اپنے تو اپنے غیر بھی
خالی ہاتھ لوٹ کر نہیں جاتے اور پھر وہ تو اہلیت کی پاکیزہ نسل کے ایک
گلاب تھے ان کی مراد کیوں نکرنہ بھر آتی۔ سید جیسے ہی حرم کے اندر داخل
ہوئے اور ضریح امام کے پاس پہنچے آنکھیں ضریح مقدس پر گاڑ دیں اور
امام سے درد دل کرنے لگے۔ سید صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ
اپنے امام سے محو گفتگو تھے کہ اچانک کسی نے سید کے آسمان کی طرف
اٹھے ہوئے ہاتھوں پر ایک سرخ پھول رکھا اور بھیڑ کو چیرتا ہوا چل دیا۔
سید جیسے ہی پھول کی طرف متوجہ ہوئے چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں اور
اپنے آپ سے پوچھنے لگے: وہ کون تھا جس نے مجھے یہ پھول دیا ہے؟ اور
کہاں چلا گیا؟ انہیں یہ تو نہ معلوم ہو سکا کہ وہ اچانک آنے والا اور فوراً
نظروں سے او جھل ہو جانے والا کون تھا لیکن اتنا ضرور سمجھ گئے کہ ان کی

مراد بھر آئی ہے۔ سید نے پھول کی خوشبو سے مشام جاں کو معطر کیا اور امام کا شکریہ ادا کرتے اور مسکراتے ہوئے اپنے گھر کی طرف چل دئے۔ اور پھر وہ دون بھی آگیا جب گھر کے خاموش ماحول میں ایک ننھے فرشتے نے خوشیاں بکھیر دیں۔ سید احمد نے خاندان عصمت و طہارت سے عشق و ولستگی کی بنابر اس بچے کا نام محمد رضا رکھا۔

تعلیم

نیک اور مومن والدین کی آغوش تربیت میں پروان چڑھنے والا یہ بچہ جب اس لاٹ ہوا کہ پڑھ لکھ سکے تو باپ کے سامنے زانوئے ادب تھہ کئے اور ابتدائی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد امام زمانہ (ع) کا سپاہی بننے کا عزم کیا اور لباس رسول سے ملبوس ہو کر مشہد کے علماء و فضلا سے کسب فیض کرنے لگا۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ سید

محمد رضا کارروزانہ کا معمول تھا کہ امام رضا کی روضہ مقدس جا کر ان سے
رازو نیاز کرتا اور اپنے دل کو ان کے عشق و محبت سے معمور کرتا۔ یوں ہی
دن گزرتے گئے اور محمد رضانے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو گھر والوں کو
فکر ہوتی کہ اب محمد کا گھر بسایا جائے لہذا خاندان طباطبائی کی ایک نیک
سیرت سیدزادی سے ان کا عقد کر دیا گیا اور اس طرح محمد رضا کی ایک نئی
زندگی کا آغاز ہو گیا اور اس طرح وہ سید محمد رضا سے آقای محمد رضا سعیدی
ہو گیا۔

سر زمین قم کی طرف

اگرچہ مشہد میں آپ نے بڑے علم اور فضلا کے دریائے علم
سے کب فیض کیا تھا لیکن ابھی سیراب نہیں ہوئے تھے اس لئے مزید
تعلیم کے لئے اپنے اہل و عیال کے ساتھ سر زمین قم کی طرف روانہ

ہو گئے۔ قم میں اس وقت آیۃ اللہ بروجردی جیسی شہرہ آفاق شخصیت حوزہ

علمیہ کی ایک شمع تھی جس کے ارد گرد طلاب ہمیشہ پرواہ وار چکر لگایا

کرتے تھے اسلئے آقا سعیدی بھی ان کے درس میں شرکت کرنے اور

اپنی پیاس بجھانے لگے۔ انہیں دنوں حوزہ علمیہ قم میں ایک نیانام گونجا"

آقاروح اللہ "آقا سعیدی ان بزرگوار کے درس میں بھی شرکت کرنے

لگے اور چند ہی دنوں میں انہیں محسوس ہوا کہ یہی تھا وہ نایاب ہیرا جس کی

مجھے تلاش تھی۔ آقا محمد رضا سعیدی نے اپنے کو اس شخصیت کی خدمت

کے لئے وقف کر دیا اور پھر دھیرے دھیرے استاد و شاگرد کارابطہ ایک

عاشق و معشوق میں تبدیل ہو گیا۔ اگرچہ آپ مسلسل آیۃ اللہ بروجردی

کے درس میں جایا کرتے تھے لیکن آقاروح اللہ (جو بعد میں امام خمینی

کہلائے) سے آپ کا اتنا گہرا تعلق تھا کہ وہ طلباء جو امام خمینی کی بیت کی وجہ

سے ان سے کچھ پوچھنے اور ان سے بات کرنے سے کتراتے تھے وہ بھی

آقای سعیدی کے ذریعہ امام سے اپنے سوالات اور اشکالات کے جواب

پوچھتے تھے۔ آیۃ اللہ صانعی اس بارے میں کہتے ہیں کہ: "جب میں پہلی

بار امام خمینی کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ ان سے درس کے کچھ اشکالات

کے بارے میں سوال کروں امام کی ہیبت کی وجہ سے میں ان سے کچھ نہ

کہہ سکا۔ آقای سعیدی بھی وہاں تشریف فرماتھے، وہ میرے آنے کا

مقصد سمجھ گئے اور مجھ سے میرے سوالات پوچھ کر امام کی خدمت میں

پیش کئے اور امام نے میرے تمام سوالات کے جواب دئے۔ اس کے بعد

تین چار مہینے تک ایسا ہی ہوتا رہا اور اسی دوران میری کوشش یہی ہوتی تھی

کہ اسی وقت امام کی خدمت میں جاؤں جب آقای سعیدی بھی موجود

ہوں۔

گھر میں

آقا سعیدی اگرچہ دن بھر درس و بحث اور مطالعہ و تحقیق کی وجہ

سے بہت تحک جاتے تھے لیکن گھر میں داخل ہونے سے پہلے ساری

تحکن دروازے سے باہر چھوڑ آتے تھے۔ آپ گھر میں دلوز شوہر اور

مہربان باپ کی طرح تھے۔ گھر میں دعا و مناجات اور تلاوت قرآن ان کا

روزانہ کا معمول تھا۔ سحر کے وقت اٹھنا، اپنے خدا سے راز و نیاز کرنا، نماز

شب کی گریہ و زاری اور اس حالت میں نماز صبح کا استقبال ان کے مکمل

طور سے خدا کی طرف متوجہ ہونے کا پتہ دیتے ہیں۔

جیل میں

پہلی بار جب آپ آیت اللہ مکارم شیرازی، آیت اللہ جعفر سبحانی اور آقای علی دوائی کے ساتھ خوزستان کے ایک علاقہ "خر و آباد" میں تبلیغ کرنے گئے تو وہاں وقت کو غنیمت جانتے ہوئے شاہی حکومت کے خلاف ایل پڑے جس کے نتیجے میں آپ کو کئی دن جیل کی سلاخوں کے پیچھے گزارنا پڑے اور پھر کچھ علمائی سفارش کے ذریعہ رہا کر دئے گئے۔ پھر جب کھل کر امام خمینی کی تحریک کی حمایت میں کھڑے ہوئے تو متعدد بار جیل جانا پڑا، جہاں آپ پر سخت مظالم ڈھائے گئے۔

تہران میں

جب امام خمینی کو شاہی حکومت اور بالخصوص کیپٹلیشن کے قانون کے پاس ہونے کی وجہ سے ترکی ملک بدر کر دیا گیا تو آپ نے قم میں قیام مناسب نہیں سمجھا بلکہ اب ضروری تھا کہ کسی ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جہاں سے امام خمینی کی آواز پوری قوم تک پہنچائی جائے اور یہ تحریک رکنے نہ پائے۔ لہذا جب تہران کے ایک محلہ "غیاثی" کے مومنین کی طرف سے آپ کو وہاں تبلیغ کے فرائض انجام دینے کی دعوت دی گئی تو آپ نے فوراً قبول کر لیا کیونکہ ایران کا مرکز تہران ہی وہ جگہ تھی جہاں سے یہ آواز سب تک پہنچائی جاسکتی تھی۔ امام خمینی کو جب آپ کے تہران منتقل ہونے کی خبر ملی تو انہوں نے ایک خط لکھ کر آپ کے اس

اقدام کو سراہا اور فرمایا: آپ کا تہران جانا ایک مبارک قدم ہے کیونکہ
یہی وہ مرکزی جگہ ہے جسے آپ جیسے با عمل علمائی ضرورت ہے۔ آپ کی

تمام زحمتیں اور کوششیں یقیناً لاکت تحسین ہیں۔

جام شہادت

امام خمینی کی علی الاعلان حمایت، شاہی نظام کی مخالفت، لوگوں کو شاہ
کے ظلم و ستم سے آگاہ کرنا، قوم و وطن کے ساتھ اس کی غداری کا پردہ
فاش کرنا اور سب سے بڑھ کر امریکی سرمایہ داروں کی ایران میں سرمایہ
کاری کی شدید مخالفت اور اس کے مقابلے علمائے سکوت کی وجہ سے انہیں
جھنچھوڑنا۔ ان سب عوامل کی وجہ سے حکومت کسی ایسے موقع کی تلاش
میں تھی کہ آیت اللہ کی شمع حیات کو گل کر دیا جائے کیونکہ وہ اب شہنشاہی
اور سیاسی نظام کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ بن چکے تھے۔ لہذا کسی بہانے

سے انہیں گرفتار کر لیا گیا اور کچھ دن قید و بند میں رکھنے کے بعد اس طرح
شہید کر دیا گیا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی اور یہ مشہور کر دیا گیا کہ ان کی
موت خود سے ہوئی ہے یا انہوں نے خود کشی کر لی ہے۔ لیکن آیۃ اللہ نے
کس کو اپنی شہادت سے باخبر کیا اس کا ذکر آگے آئے گا۔

امام خمینیؑ اور آیت اللہ سعیدیؒ



اگر پوری دنیا بھی ساتھ چھوڑ دے

آیت اللہ سعیدی کی ایک خاصیت یہ تھی کہ وہ جو کچھ بھی کہتے بالکل
کھل کر کہتے تھے۔ انسان بعض جگہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنی باتوں کو مخفی
رکھے، تاکہ صحیح کام کر سکے لیکن وہ سب کچھ کھل کر کہتے تھے اور فرماتے
تھے کہ یہ میری ذمہ داری ہے۔ ان کا یہ جوش و خروش امام خمینی کی ثابت
قدمی کی وجہ سے تھا۔ ایک بار وہ امام خمینی کی خدمت میں گئے اور آپ سے
فرمایا: آپ جس شدت کے ساتھ کام لے رہے ہیں اور جس طرح آگے

بڑھ رہے ہیں، اس طرح سب آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ کوئی باقی نہیں
پہنچے گا۔ آپ کو چاہیے کہ تھوڑا کر چلیں اور کچھ مدت کے لئے اپنی
اس تحریک سے دست بردار ہو جائیں۔ امام خمینی اس وقت نماز پڑھنے
جاری ہے تھے کیونکہ نماز کا اول وقت ہو چکا تھا اور امام نے آج تک اول
وقت نماز ترک نہیں کی تھی۔ صرف یہی ایک موقع تھا جب امام کچھ
دیر کے لئے رکے اور آیۃ اللہ سعیدی سے مخاطب ہو کر فرمایا: "آقا!

سعیدی اگر سب مجھے چھوڑ کر چلے جائیں اور کوئی بھی نہ پہنچے تو بھی میں
اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کو جاری رکھوں۔" آقا!

سعیدی اس لئے امام خمینی کے پاس گئے تھے تاکہ ان کو قائل کر سکیں لیکن
امام کی ثابت قدمی دیکھ کر خود ان کے آگے ہتھیار ڈال دئے اور پھر اسکے
بعد کھل کر امام کی حمایت کرنے لگے۔ (آیۃ اللہ ابوالقاسم خزعلی)

امام خمینیؑ آیۃ اللہ سعیدیؑ کے گھر

ایک دن امام خمینیؑ آیۃ اللہ سعیدیؑ کے گھر مہمان تھے۔ آقائی

سعیدیؑ نے مجھے بتایا کہ آج امام ان کے گھر آرہے ہیں۔ میری بھی خوش

قسمتی تھی کہ میں بھی امام خمینی جیسی عظیم شخصیت کا دیدار کر سکوں

- آیۃ اللہ سعیدیؑ میری طرح کتابوں کے عاشق تھے اور انہیں کتابیں

خریدنے کا بہت شوق تھا لہذا انہیں جب کبھی کسی موضوع پر کوئی اچھی

کتاب نظر آتی تو اسے خرید لیتے اور اپنی لا بھری ری کی زینت بنالیتے۔ ہم

سب امام خمینی کے ساتھ ان کی لا بھری ری میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے

کہا: " ما شاء اللہ آقائی سعیدیؑ کے پاس بہت اچھی لا بھری ری ہے " امام یہ

بات سن کر مسکرائے اور فرمایا: لیکن زیادہ کتابیں اس بات کا سبب بنتی ہیں

کہ انسان سب کا مطالعہ نہ کر پائے اور کسے مقصد تک نہ پہونچے۔" کسی

نے مذاق میں کہا یعنی انسان کو جاہل بنادیتی ہیں؟ امام نے ایک خاص انداز

میں فرمایا: "میں نے ایسی توکوئی بات نہیں کہی۔ البتہ میرا مطلب یہ ہے

کہ جب کتابیں زیادہ ہوں گی تو انسان مطالعہ کے وقت ان کے انتخاب میں

مشکل میں پڑ جاتا ہے اور اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کون سی کتاب پڑھے

اس طرح وہ بہت سی اہم باتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔"

(سید ہادی خرسرو شاہی)

صرف خدا کے لئے

جو لوگ خدا کو نظر میں رکھ کر منزل کی طرف قدم بڑھاتے ہیں

کامیابی خود بخود ان کے قدم چومتی ہے۔ انہیں اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی

کہ لوگ کیا کہیں گے؟ ہماری جان و مال کا کیا ہو گا؟ ہمارے گھروالوں اور

اہل و عیال پر کون سی آفت آئے گی۔

آپ کی نظر میں لوگ امام خمینی سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں؟ کیا

اس کی وجہ خدا کے علاوہ کچھ اور ہے؟ اس کی وجہ صرف خدا کے لئے کہنا

، خدا کے لئے قلم چلانا، خدا کے لئے قدم بڑھانا، خدا کے لئے گریہ وزاری

کرنا، خدا کے لئے ہنسنا اور خوش ہونا۔ امام خمینی کی محبوبیت کی وجہ صرف

یہی تھی۔ شہید سعیدی کی ایک خصوصیت یہ تھی وہ جو بھی کرتے تھے

امام خمینی کا تذکرہ ضرور کرتے تھے۔ پڑھاتے تو ایسا لگتا تھا جیسے امام کے سامنے بیٹھے ہوں اور ان کا پڑھایا ہوا سبق انہیں سنارہے ہوں۔ اس زمانے میں کسی کی ہمت نہیں تھا کہ منبر پر کھل کر امام خمینی کا نام لیتا۔ لیکن آپ بلند آواز میں فرماتے تھے "حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ خمینی اس طرح فرماتے ہیں۔"

(محترمہ مرضیہ دباغ)

سب کچھ امام خمینی کی اجازت سے

جب میں عراق گئی اور امام خمینی کے پاس ملاقات کی غرض سے آپ کے حضور شرفیاب ہوئی تو اس وقت عراق میں ان کے پاس ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ میں دروازے پے کھڑی ہو گئی تاکہ امام اجازت دیں اور میں بیٹھوں۔ امام نے میری طرف دیکھے بغیر پوچھا: آپ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا: "بھی میں دباغ ہوں" فرمایا: "وہی دباغ جس کا تذکرہ مرحوم آقا سعیدی اپنے خطوط میں کیا کرتے تھے؟" میں نے جواب دیا: "بھی آقا" فرمایا: بیٹھ جائیے اور جیل کے حالات اور وہاں کے مسائل کے بارے میں کچھ بتائیے۔ میں وہاں متوجہ ہوئی کہ شہید سعیدی مجھے جو کام

بھی سونپتے تھے وہ سب امام حسینؑ کی اجازت سے ہوتے تھے یعنی اس حد تک وہ امام سے نزدیک اور ان کے پیروکار تھے۔

(محترمہ مرضیہ دباغ)

امام خمینی کے نام پر صلوات

ابھی ہم قم، میں تھے اور والد محترم ابھی تہران منتقل نہیں ہوئے تھے۔ والد محترم ہمیں تلقین فرماتے تھے کہ فیضیہ میں مر جع عالیقدر حضرت آیۃ اللہ ارجمند اکی کے پچھے نماز جماعت پڑھنے جایا کریں اور دو نمازوں (ظہر و عصر اور مغرب و عشا) کے درمیان مر جع اعظم امام خمینی کا نام لے کر لوگوں سے صلوات پڑھوایا کریں۔ اس زمانے یہ بات بہت عجیب اور ایک اہمیت کی حامل تھی کہ کوئی شخص امام خمینی کا نام لے کر لوگوں سے کہے کہ وہ صلوات پڑھیں۔ شروع شروع میں تو کوئی مشکل پیش نہیں آئی البتہ بعد میں بعض افراد اکی طرف سے مخالفت سامنے آئی اور چونکہ ممکن تھا کہ تفرقہ کا سبب بن جائے لہذا والد محترم نے منع کر دیا۔

ایک خط کی بات

جب امام خمینی کو ترکی ملک بدر کیا گیا تو آیۃ اللہ سعیدی نے انہیں ایک خط لکھا جو بعد میں ساواک کے ہاتھ لگ گیا۔ یہ خط آپ نے عربی میں لکھا ہے۔ جسمیں سب سے پہلے قرآن مجید کی یہ آیت لکھی ہے (ان القوم استضعفوني وَ كادوا يقتلوني فَلَا تُشْتَتِ بِالْأَعْدَاءِ وَ لَا تَجْلِنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ)

یہ جناب ہارون کا پیغام ہے جناب موسیٰ کے نام، اس وقت جب وہ کو طور سے واپس آ رہے تھے اور انہوں نے دیکھا کہ سامری نے ان کی پوری قوم کو گمراہ کر دیا ہے۔ یہ دیکھ موسیٰ اپنے بھائی ہارون کے پاس آئے، ان کی داڑھی کپڑی اور ان کا سردیوار پر دے مارا۔ جناب ہارون نے کہا: یا بن امی: اے میری ماں کے بیٹے (ماں کا نام لے کر کہاتا کہ جناب موسیٰ کا

احساس جگائیں) اس قوم نے مجھے ضعیف و ناتواں بنادیا۔ میرے قتل کے درپے تھے۔ اب رہایہ سوال کہ میں نے ان کے خلاف کوئی قدم کیوں نہ اٹھایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں یہ پر اکنہ ہو کر آپ میں اختلاف نہ کر بیٹھیں اور آپ ہی نے مجھ سے کہا تھا کہ ان کی وحدت اور بھائی چارگی کا خیال رکھنا۔" آقای سعیدی نے خط کے خط کے اوپر یہی آیہ کریمہ لکھی تھی اور اس کے بعد ملت ایران اور دوستوں کے حالات لکھے تھے۔ امت کے بارے میں انہوں نے لکھا تھا کہ ابھی سب خاموش ہیں۔ اور شاہ ایران کو سامری سے تشپیہ دی تھی کہ شاہ ایران بالکل سامری والا کام کر رہا ہے۔ پھر آخر میں کچھ عاشقانہ جملے لکھے تھے جن کے ذریعہ امام خمینی سے اپنے عشق و محبت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا کہ آپ کے جانے کے بعد خدا نے مجھے ایک اور بیٹھانو اواز اہے جس کا نام میں

نے آپ کے نام پر "روح اللہ" رکھا ہے۔ اس کا نام لیکر صبح و شام آپ کی

یاد میں کھویار ہتا ہوں۔ آخر میں لکھتے ہیں "عبدک (آپکا غلام) محمد رضا

سعیدی" امیر المؤمنین حضرت علی کا رسول خدا سے بالکل ایسا ہی رابطہ

تھا۔ جیسا کہ وہ فرماتے تھے: "میں رسول خدا کے غلاموں میں سے ایک

غلام ہوں۔"

(سید حسن سعیدی۔ شہید کا بیٹا)

تہہا خمینی

۱۳۴۲ھ ق آقای سعیدی کو یہ ذمہ داری دی گئی تھی کہ وہ اس

بات کی تحقیق کریں کہ کتنے لوگ امام خمینی کے ساتھ ہیں۔ ایک دن آقای

سعیدی جب امام کی خدمت میں پہنچے تو اس وقت امام خمینی مغرب کی نماز

کے لئے اقامت کہنے جا رہے تھے۔ شہید سعیدی نے امام سے کہا: دو

منٹ رک جائیے میں اپنی رپورٹ آپ کے سامنے بیان کر دوں پھر نماز

پڑھنے گا مجھے جلدی ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیا کروں؟ امام

ان کی طرف متوجہ ہوئے اور آقای سعیدی نے تیزی سے کہا: "آقا!

آپ جو تحریک لے کر اٹھے ہیں اس میں کوئی آپ کے ساتھ نہیں ہے۔"

امام خمینی مسکرائے اور جواب دیا: "آقای سعیدی! خدا کی قسم اگر

سب مجھ سے منہ پھیر لیں اور مجھے اکیلا چھوڑ دیں پھر بھی میں وہی کہوں گا

جو کہتا آیا ہوں اور میرا راستہ وہی ہے جو میں نے اپنا یا ہے۔" شہید سعیدی

کہتے ہیں جب میں نے امام خمینی کی یہ ثابت قدمی دیکھی تو میں بھی ان کے

نقش قدم پر ان کے ساتھ چلنے لگا۔

(سید حسن سعیدی۔ شہید کا بیٹا)

امام خمینی سے عشق

شہید کے امام خمینی سے عقیدت اور محبت کا ایک نمونہ ملاحظہ

فرمائیں: اس زمانے میں شہید "مسجد موسی ابن جعفر" کے نام سے ایک

پمفلٹ نکالا کرتے تھے۔ اس میں ایک حصہ میں وہ امام خمینی سے پوچھے

گئے فقہی سوالات اور اس کے جوابات چھاپتے تھے۔ ایک بار شہید

سعیدی امام خمینی کے بارے میں ایک جملہ لکھتے ہیں: "ان المرجع

الذی لا یلیق بزرعامة الا هو، و هو شبیه الناس بامام زماننا"

یعنی یہ فقہی سوال و جواب اس مرجع کی طرف سے ہیں جس کے علاوہ کوئی

بھی رہبری کی صلاحیت نہیں رکھتا اور وہ لوگوں میں ہمارے امام سے سب

سے زیادہ مشابہ ہے۔ اس تشبیہ سے شہید سعیدی کی مراد یہ تھی کہ امام

زمانہ کی دو غیبیں ہیں، غیبت صغیری اور غیبت کبریٰ اور امام خمینی کی بھی دو غیبیں ہیں: ایک ترکیہ اور دوسری نجف۔ ایک دن ان کا ایک دوست ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: "درسه مروی" کے بعض طلاب کو آپ کی اس شبیہ پر اعتراض ہے اور ان کا کہنا ہے کہ آپ نے غلو (کسی کی محبت میں حد سے آگے نکل جانا) کیا ہے۔ والد محترم نے جواب دیا: "میں عاشق ہوں اور عاشق کو صرف باتیں نہیں کرنی چاہئیں بلکہ عمل بھی کرنا چاہئے کیونکہ عشق انسان کو عمل پر ابھارتا ہے۔ میرا صرف یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ میں عاشق ہوں بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ میں کچھ کام کروں۔"

(سید حسن سعیدی۔ شہید کا بیٹا)

امام خمینی کا شہید سعیدی سے لگاؤ

امام خمینی کو بھی شہید سعیدی سے بہت لگاؤ اور عشق تھا۔ اپنے بعض خطوط میں وہ شہید سعیدی کے لئے ایسی تعبیریں استعمال کرتے تھے، جو کسی اور کے لئے استعمال نہیں کرتے تھے۔ مثلاً ایک خط میں امام آقا سعیدی کو لکھتے ہیں: "سب مجھے چھوڑ چکے ہیں کوئی نہیں جو اس وقت میرا ساتھ دے۔ صرف آپ ہیں جو تہائی کے عالم میں میرے ساتھ ہیں۔ اس کے لئے میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں۔ امام خمینی دیکھ رہے تھے کہ شاہ مست اور مغرور ہو کر حکومت کر رہا ہے اور کسی کی ہمت نہیں ہے کہ اس کے خلاف کچھ بولے۔ تہا شہید سعیدی تھے جو اس کے خلاف ڈٹے ہوئے تھے۔ اسی لئے امام نے ان کے بارے میں ایسی تعبیر استعمال کی۔

(سید حسن سعیدی۔ شہید کا پیٹا)

شاہ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا

جب شاہ ایران نے امام خمینی کو ترکی ملک پدر کر دیا تو بہت خوش تھا کہ اب سناثا چھا جائے گا لیکن جب اس سے کہا گیا کہ ترکی میں بھی امام خمینی کا وجود تمہارے لئے خطرہ بن سکتا ہے تو اس نے امام کو ترکی سے نجف (عراق) بھجوادیا۔ یہ سوچ کر کہ امام وہاں کی معنوی فضاء، درس و تدریس اور دوسرا مذہبی کاموں میں مشغول ہو جائیں گے اور اپنی تحریک کو بھول جائیں گے۔ جب شہید سعیدی کو معلوم ہوا کہ اب امام کو ترکی سے نجف بھیجا جا رہا ہے تو وہ کسی طرح سے نجف پہنچے، تاکہ امام خمینی کے پہنچنے سے پہلے وہاں ان کے لئے ایک اچھا میدان فراہم کریں۔

لہذا وہاں جا کر شیخ انصاری کے مدرسہ اور مسجد میں تقریریں کرتے ہیں اور

لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: "اے لوگو! اے حوزہ نجف
کے عظیم سپوتو! امام خمینی چاہتے ہیں کہ یہاں تشریف لاائیں۔ آپ ایک
ایسی شخصیت ہیں جو اس وقت پورے ایران کی محبوب شخصیت ہے اور
حوزہ علمیہ قم کی سرپرستی بھی آپ ہی کے ذمہ ہے۔ جب وہ تشریف لاائیں
تو آپ لوگ ان کا پر جوش استقبال کریں" اور ہوا بھی وہی جیسا آقای
سعیدی نے کہا تھا یعنی جب امام خمینی کو نجف لا یا جارہا تھا تو حوزہ علمیہ نجف
کے بزرگان اور علمان نجف سے تمیں کلو میٹر ان کے استقبال کے لئے گئے
اور اس کی وجہ یہی تھی کہ آیۃ اللہ سعیدی نے امام خمینی کے آنے سے
پہلے ہی ان کی شخصیت کو علمائے نجف کے لئے واضح کر دیا تھا۔

(سید حسن سعیدی)۔ شہید کا بیٹا

امام خمینی شہید کی مجلس ختم میں

امام خمینیؒ کو شہید سعیدؒ سے جو والہانہ محبت تھی اس کی اور مثال عرض کروں۔ شہید سعیدؒ کی شہادت کے بعد ان کے ایصال ثواب کے لئے جہاں بھی مجلس یا ختم ہوتا امام اس کی پوری خبر رکھتے کہ کیا ہوا اور کیسے ہوا۔ نجف میں امام خمینیؒ کا یہ معمول تھا کہ اگر کسی کا انتقال ہو جاتا تھا تو کسی ایک جگہ اس کی مجلس ترجیم میں شرکت کرتے وہ بھی پندرہ بیس منٹ کے لئے لیکن نجف میں بعض انقلابی طلاب نے جو مجالس برپا کی تھیں ان میں امام خمینیؒ نے چالیس دن تک شرکت کی اور بعض مجالس تو خود امام کی طرف سے منعقد ہوئیں۔

(سید حسن سعیدؒ۔ شہید کا بیٹا)

ناقابل بیان عشق

شہید سعیدی کے امام خمینی سے عشق و محبت کو الفاظ میں بیان نہیں

کیا جاسکتا اور یہ محبت ایک طرفہ نہیں تھی بلکہ دو طرفہ تھی۔ امام خمینی

آقای سعیدی کو ایک خط میں اس بات کی صراحة کرتے ہیں کہ الفاظ اس

محبت اور عشق کو ادا نہیں کر سکتے جو انہیں آقای سعیدی سے تھی۔ امام

ایک خط میں لکھتے ہیں: " مجھے آپ جیسے افراد اتنے اچھے لگتے ہیں کہ شاید

میں اپنے جذبات و احساسات کا اظہار اپنے الفاظ میں نہ کر سکوں۔ مجھ میں

قدرت نہیں ہے کہ آپ کی محبتوں کا جواب دوں لیکن میرا خدا آپ کی

محبتوں کا جواب دینے پر قادر ہے۔

(حسن ابراہیم زادہ)

کویت میں

آقای بروجردی کی وفات کے بعد اب حوزہ علمیہ قم امام خمینی کی رہبری میں آگے بڑھ رہا تھا۔ شاہ نے سوچا امام خمینی ابھی نئے ہیں لہذا ان سے کوئی خاص خطرہ نہیں ہو گا اس لئے اس نے اپنے مذموم عزائم کو پورے کرنے کے لئے پورے ایران میں سرگرمیاں شروع کر دیں۔ امام خمینی نے جب ایران پر منڈلاتے ہوئے خطروں کو محسوس کیا تو شاہ کو خبر دار کیا کہ وہ اپنے مذموم ارادوں سے دست بردار ہو جائے۔ ورنہ اس کے لئے مشکل کھڑی ہو سکتی ہے۔ امام خمینی اپنی فراست اور دوراندیشی کی وجہ سے ایران کے حالات کا پہلے ہی جائزہ لے چکے تھے۔ اس لئے انہوں اپنے شاگردوں کی تربیت بھی ایسی کی تھی کہ ان کے اندر اس پہلوی اور بے

دین حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا جزبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

اب ضرورت ایک صحیح موقع کی اور لوگوں کو بیدار کرنے کی تھی۔ آخر وہ

وقت آہی گیا امام اور ان کے شاگردوں نے شاہ کے چہرے پر پڑی ہوئی

نقاب کو ہٹایا اور اس کی منافقت، بے دینی، اور ملک و وطن کے ساتھ

غداری کو فاش کرنا شروع کیا۔ ان تمام حالات میں آقا ی سعیدی امام خمینی

کے قدم بہ قدم اور دوسروں سے پیش پیش تھے۔ پھر کچھ عرصہ بعد محرم

آگیا اور آقا ی سعیدی کو تبلیغ کے فرائض انجام دینے کے لئے کویت جانا

پڑا۔ اگرچہ آقا ی سعیدی چاہتے تھے کہ امام خمینی ہی کے پاس رہیں،

نزدیک سے ایران کے حالات دیکھیں اور امام کا ساتھ دیں لیکن دوسری

طرف مومنین کا اصرار اور دینی ذمہ داری ان سے کہہ رہی تھی کہ کویت

جائیں۔ لہذا امام سے اجازت لے کر اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ

کویت روانہ ہو گئے۔ ادھر تیزی سے ایران کے حالات بدلتے گئے۔ امام خمینی اور دوسرے بہت سے علمائوں کو گرفتار کر لیا گیا اور اس وقت کے وزیر اعظم نے یہ اعلان کیا کہ ہم نے آقای خمینی اور ان کے بہت سے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ اب یہ ہماری گرفت میں ہیں۔ انہیں ایسی سزادی جائے گی کہ دوبارہ سراٹھانے کا نام نہ لیں۔ آقا دوانی (جو اس وقت کویت میں آقا سعیدؒ کے ساتھ تبلیغ پر گئے ہوئے تھے) کو کسی نے فون کیا اور تمام حالات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے فوراً آقا سعیدؒ اور دوسرے تمام ساتھیوں کو بلا یا اور کہا کہ جلدی سے جمع ہوں اور سوچیں کہ ایسی صورت میں ہماری کیا ذمہ داری ہے اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ کیونکہ شاہ کچھ بھی کر سکتا ہے ممکن ہے کسی اور بیابان میں شہر بدر کر دے اور ممکن ہے چنانی کا حکم بھی دیدے۔

سب لوگ اس مسئلے کا حل سوچنے لگے۔ پہلے سب نے طے کیا کہ
کویت کی کسی ایسی شخصیت سے مددی جائے جس کا ایک اثر و رسوخ بھی ہو
اور شاہ اس کی بات بھی مان جائے لیکن یہ بے فائدہ بات تھی کیونکہ ایسا
ہونانا ممکن تھا۔ چونکہ یہ ایران کا ایک داخلی معاملہ تھا۔ دوسری رائے یہ
دی گئی نجف اشرف کے تمام مراجع کرام کو خط لکھا جائے اور ان سے
درخواست کی جائے کہ وہ اس سلسلے میں جو کر سکتے ہیں فوری طور پر اقدام
کریں۔ لہذا تمام افراد نے آیت اللہ خوئی، آیت اللہ محسن حکیم کو خط لکھا اور اس
کے بعد طے کیا کہ اپنے اپنے محل تبلیغ جا کر کویت میں مقیم ایرانیوں کو
حکومت کی سازشوں اور ایران کے حالات سے مطلع کیا جائے۔ لیکن
آقای سعیدی کی بے چین روح کو قرار نہیں تھا انہوں نے نہ صرف یہ کہ
لوگوں کو ایران کے تازہ حالات سے باخبر کیا بلکہ شاہ کی مملکت اور اس کی

حکومت کی دھمکیاں اڑادیں اور اتنا بھرے کہ وہاں موجود تمام ایرانیوں
کے ساتھ شاہ کا جاسوسی نظام بھی دنگ رہ گیا۔ سب کو یقین ہو گیا تھا کہ
اب ایران پہنچتے ہی انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔

(حسن ابراہیم زادہ)



آیت اللہ سعیدی کی خصوصیات



کبھی من مانی نہیں کرتے تھے

ان کی ایک خاصیت یہ تھی کہ دوسروں کی جو بات اور جو رائے ان کی نظر میں صحیح ہوتی تھی اسے مان لیتے تھے اور اس پر عمل بھی کرتے تھے۔ کبھی یہ نہیں کہتے تھے کہ جو میں کہتا ہوں وہی صحیح ہے اور باقی سب غلط ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ میں اس پر عمل نہیں کرتا جسے میں نے سمجھا ہو بلکہ اس پر عمل کرتا ہوں جو صحیح ہو۔

(آیة اللہ ابوالقاسم خزعلی)

دشمن کی پہچان

امیر المؤمنین حضرت علی نبیح البلاعہ میں فرماتے ہیں "لا یحملوا

هذا العلم الا اهل البصرة و الصبرة والعلماء بعواضع الحق"

دین کا پرچم وہی بلند کر سکتا ہے جس کے اندر تین خصوصیات پائی جاتی

ہوں۔ صاحب بصیرت ہو، صابر ہو اور مقامات حق کو پہچانتا ہو۔ یہ تینوں

خصوصیات دین کے ایک حقیقی پرچمدار آیۃ اللہ سعیدیؒ میں پائی جاتی

تھیں۔ بصیرت کا کیا مطلب ہے؟ بصیرت یعنی یہ کہ انسان خدا کی

معرفت رکھتا ہو، رسول اکرم کی شناخت رکھتا ہو۔ خدا کی نعمتوں کو جانتا اور

پہچانتا ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دشمن کو پہچانتا ہو۔ اس دنیا میں اکثر

لوگوں کی ناکامی کی وجہ دشمن کی شناخت نہ رکھنا ہے۔ اور آقا مسیح سعیدی کی

سب سے بڑی خوبی یہی تھی کہ وہ دشمن کو اچھی طرح پہچانتے تھے اسی وجہ سے کامیاب بھی تھے۔ یہی وہ بصیرت ہے جسے امیر المؤمنین نے اپنے اس کلام میں بیان فرمایا ہے۔

(آیۃ اللہ سید احمد خاتمی)

ہم قرآن کے تابع ہیں

آیۃ اللہ سعیدی بہت نذر اور شجاع تھے۔ ایک بار اپنی ایک تقریر میں

فرمایا: پرسوں کچھ لوگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے: آقا! سعیدی

آپ اپنی باتوں میں ذرا احتیاط سے کام لیں۔ میں نے انہیں جواب دیا: خدا

کی قسم میں جیل میں بہت آرام و سکون سے تھا۔ مجھے نہ کسی قسم کا کوئی

خوف تھا اور نہ کسی چیز کا ڈر۔ اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ میں کچھ نہ بولوں

اور خاموش رہوں تو اسے چاہئے کہ قرآن کو ہمارے دل و دماغ سے نکال

دے۔ اسلئے کہ ہم قرآن کے تابع ہیں۔ میں آپ سب کو یہ تلقین کرتا

ہوں کہ آپس میں متحدر ہیں۔ مجالس اور حافل میں جوش و خروش کے

ساتھ شرکت کریں۔ کیونکہ یہی مسجدیں (اور اسلامی مرکز) اسلام کا

مورچہ ہیں۔ اپنے اتحاد، اتفاق اور بھائی چارے سے ان ظالمین اور بے دینوں کی ناک میں دم کریں۔

(آیۃ اللہ سید احمد خاتمی)

ولایت فقیہ کی حمایت واجب ہے

آج کی نسل سے میں ایک بہت اہم بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ شہید

آیة اللہ سعیدی اور اس طرح کے دوسرے لوگوں کا امام خمینی کے دفاع

کے لئے اٹھ کھڑے ہونا خود امام خمینی کی حمایت نہیں تھی بلکہ یہ ولایت

فقیہ کی حمایت اور اس کا دفاع تھا۔ آج بھی اسی چیز کی ضرورت ہے جو آیة

اللہ سعیدی جیسے افراد نے کیا یعنی ولایت فقیہ کی حمایت اور اس کا دفاع۔

(آیة اللہ سید احمد خاتمی)

ثریاک کے فوٹو

آیۃ اللہ بروجردی کی مرجعیت کا زمانہ تھا۔ والد محترم آبادان کے لوگوں کی دعوت پر وہاں تبلیغ کے لئے گئے۔ ان دونوں کسی دن ایک اخبار نے شاہ کی بیوی ثریاک کے فوٹو چھاپے تھے۔ ان کے یہ فوٹو چھاپنے کا کیا مقصد تھا نہیں معلوم لیکن والد مرحوم کو اس پر اعتراض تھا۔ لہذا ایک دن منبر پر جا کر شاہ اور اس کے خاندان کی برائی کرنا شروع کرتے ہیں ان کے کرتوتوں کا پردہ فاش کرتے ہیں جس کی وجہ سے آپ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ آبادان کی ایک معروف شخصیت وہاں کے جیل سے سفارش کرتی ہے کہ آقا ی سعیدی ایک شریف آدمی ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے۔ جیلر اس شرط پر انہیں رہا کرنے پر تیار ہو گیا کہ آقا ی سعیدی

صرف اتنا کہیں کہ میں نے شاہ کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔

سعیدی نام کے جس شخص نے شاہ کے خلاف تقریر کی ہے وہ کوئی ہے اور

اس کا ہمنام ہونے کی وجہ سے مجھے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ دوسرے دن

آقا سعیدی کو جیلر کے سامنے لا یا جاتا ہے اور ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا

وہی سعیدی ہیں جس نے شاہ اور اس کی بیوی کے خلاف بدکلامی کی ہے؟

آپ نے فوراً جواب دیا: جی ہاں میں وہی سعیدی ہوں اور میں نے ہی یہ

باتیں کی ہیں۔ اس کے بعد انہیں مزید کئی دن تک جیل میں رہنا پڑتا ہے۔

(سید محمد سعیدی، شہید سعیدی کے بڑے بیٹے)

تن تنہا مقابلہ

جب ایران کے ایک مشہور اخبار میں یہ خبر چھپی کہ امریکہ کے سرمایہ داروں کی ایک ٹیم اب ایران میں سرمایہ کاری کرے گی تو والد مر حوم نے اس کے خلاف ایک نوٹس لکھا جو بہت سخت اور اشتعال انگیز تھا۔ یہ نوٹس لکھنے سے پہلے وہ قم گئے اور بہت سے علماء سے ملاقات کی کیونکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ یہ نوٹس کئی علمائی تائید اور ان کے دستخط کے ساتھ منظر عام پر آئے۔ چونکہ معاملہ بہت حساس تھا اس لئے بہت سے علماء نے آپ کی موافقت نہیں کی۔ آیۃ اللہ منتظری سے لئے گئے ایک انٹرویو میں ان کی زبانی بھی میں نے یہ بات سنی کہ آقا یوسف سعیدی ان افراد میں سے تھے جو قم آئے اور امریکی سرمایہ داروں کے خلاف ایک نوٹس نکالنے کی

رانے دی۔ وہ میرے پاس بھی آئے میں نے انہیں جواب دیا کہ آپ تمام علماء کے پاس جائیں اگر نو علمانے دستخط کر دئے تو دسوال دستخط میرا ہو گا وہ گئے اور پلٹ کر نہیں آئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ انہوں نے تن تہانوں لکھا، اس پر اپنے دستخط کئے، اسے چھاپا اور پھر سب میں تقسیم کر دیا۔ اگر سعیدی کے اس عمل میں امام خمینی کی تربیت کا اثر صاف ظاہر ہوتا ہے کیونکہ امام خمینی کا بھی یہی موقف تھا کہ اگر پوری دنیا بھی میری مخالف ہو جائے تب بھی میں پچھے نہیں ہٹوں گا۔

(سید محمد سعیدی، شہید سعیدی کے بڑے بیٹے)

وقت کا ابوذر

شہید سعیدی اس شخصیت کا نام ہے جن کی زندگی ایک با مقصد

زندگی تھی۔ آیت اللہ خزعلی ان کے قدیمی دوستوں میں سے ہیں ان کی

زبانی شہید زندگی کا ایک اہم نکتہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں

وہ کہتے ہیں کہ میں نے آج تک شہید سعیدی جیسا انسان نہیں دیکھا ہے

وہ جناب ابوذر کی طرح تھے یعنی انہیں اسلام کے بارے میں جو کچھ بھی

معلوم تھا اسے خود اپنا کر لوگوں کو بتانا چاہتے تھے اور چاہتے تھے کہ جتنا ہو

سکے لوگوں کو نیک راستے کی طرف لا سکیں اور برائی سے دور رکھیں۔ جناب

ابوذر کے بارے میں سنا ہو گا کہ جب وہ رسول خدا کی خدمت میں آئے اور

اپنے اسلام کا اظہار کیا تو اس کے بعد ایک دن صبح مسجد الحرام میں گئے اور

ایک بلندی پر چڑھ کر آواز دی: اے لوگوں "اشهد ان لا اله الا

الله و اشهد ان محمدًا رسول الله" لوگ ابو زر کا یہ نعرہ سن کر غصے

میں آگئے اور ان کی خوب پٹائی کی اور اتنا مارا کہ وہ نماز ظہر تک بے ہوش

پڑے رہے۔ جب ہوش آیا تو دو بارہ لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہنے لگے: "میں

نے پیغمبر خدا سے سنا ہے کہ تم میں سے کامیاب و ہی ہے جو خدا کو اپنا معبود

اور محمد کو اپنا رسول مانے" لوگوں نے دو بارہ ان کی پٹائی کی یہاں تک کہ

مغرب تک وہیں بے ہوش پڑے رہے۔ شہید سعیدی کی مثال بھی ایسی

تھی۔ وہ کہتے تھے کہ ہم نے جو کچھ اسلام سے سیکھا اس پر عمل کریں

(چاہے اس کے لئے لوگوں کی باتیں سننا پڑیں، گالیاں کھانی پڑیں یا پھر مار

کھانی پڑے)

(سید حسن سعیدی۔ شہید کا بیٹا)

امریکی سرمایہ کاروں کے خلاف احتجاج

فرور دین ۳۱۴۷ھ ش روزنامہ کیہان میں ایک خبر چھپی کہ :

"اعقریب ایران میں آج تک کی سب سے بڑی سرمایہ گزاری ہونے جا

رہی ہے۔ طے پایا ہے کہ ۲۹ اور ۳۰ اردیبہشت کو امریکہ کی پچیس

بڑی اور مشہور کمپنیوں اور بنکوں کے رو ساتھ ان کانفرنس میں شرکت

کریں گے جس میں ایران میں سرمایہ کاری کے طریقوں پر تبادلہ خیال

ہوگا۔" ان سرمایہ دار افراد کی لسٹ میں سرفہrst اس وقت کا مشہور

تاجر ریکفلر بھی تھا۔ جب یہ خبر حوزہ علمیہ قم تک پہنچی تو انہوں اس پر

شدید اعتراض کیا اور اس کی مذمت کی اور پھر اس کے خلاف ایک نوٹس

بھی جاری کر دیا۔ اس نوٹس کا آغاز اس آئیہ کریمہ سے کیا گیا تھا: (لن

یجعل اللہ لکافرین علی المؤمنین سبیلاً) "کافروں کو مومنین پر

کسی طرح کی حاکیت اور سرپرستی حاصل نہیں ہے۔" تہران یونیورسٹی

کے طلباء نے بھی اس کی مخالفت کی اور اس کے خلاف احتجاج کیا۔ مرحوم

آیۃ اللہ سعیدی نے مسجد امام موسیٰ ابن جعفر میں اس کانفرنس کے خلاف

ایک سخت تقریر کی اور پھر قم، تہران اور دوسرے شہروں کے علماء کو خط

لکھ کر انہیں متوجہ کیا کہ ایران پر کتنی بڑی مصیبت آنے والی ہے۔ انہی

دنوں نجف میں مر جمع وقت آیۃ اللہ سید محسن الحکیم کا انتقال ہو گیا۔ شاہ نے

موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے قم میں آیۃ اللہ شریعتمداری اور تہران میں

آیۃ اللہ سید احمد خوانساری کو ایک ٹلیگراف بھیجا۔ دراصل اس کا مقصد یہ تھا

کہ اس کے ذریعہ قم میں مر جعیت کا اثر و رسوخ کم ہو جائے اور تاکہ حوزہ

علمیہ قم اور لوگ بیدار نہ ہو سکیں۔ وہ یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ صرف

آیۃ اللہ سعیدی ہیں جو میری مخالفت کر رہے ہیں ورنہ باقی علماء یا میرے ساتھ ہیں یا خاموش ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس کانفرنس کے خلاف جس طرح آیۃ اللہ سعیدی ڈٹے رہے دوسرا کوئی نظر نہیں آتا۔ شہید سعیدی نے در حقیقت اپنے آپ کو قربان کیا تاکہ معاشرہ میں بیداری کی ایک لہر پیدا ہوا اور ایسا ہی ہوا۔ ایران اور اسرائیل کے فیضان میچ میں بھی انہوں نے بعض افراد کو تیار کیا تاکہ وہ میچ میں جا کر خلل ایجاد کریں۔

(سید صادق قاضی طباطبائی)

ہمیشہ پہلے سلام کرتے

۱۳۴۴ھ ش یا ۱۹۶۴ھ کا زمانہ تھا۔ اپنے محلے کی ایک

پھل کی دکان پہ گیاتا کہ کچھ پھل خریدوں۔ میرا چہرہ دکاندار کی طرف تھا

اور پیٹھ سڑک کی طرف۔ ایک شخص نے مجھ سلام کیا۔ سڑک ریکھا تو عمماںہ

اور عبا قبائل میں ایک سید عالم کا نورانی چہرہ دکھائی دیا۔ بعض ہوتے ہیں جو پہلی

ہی نظر میں دل میں گھر کر جاتے ہیں۔ میں بہت شرمندہ تھا کہ انہوں نے

مجھے سلام کیا لہذا میں نے ارادہ کیا کہ اب جب بھی یہ سید عالم نظر آئے گا

میں پہلے سلام کروں گا لیکن کبھی کامیاب نہ ہو سکا کیوں وہ ہمیشہ پہلے سلام

کرتے تھے، وہیں سے ان سے میری دوستی بھی شروع ہو گئی۔

(صغر و حدائق)



پچھے یاد ہیں.....! پچھے باتیں



شاگرد سے معافی مانگی

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دن ایک سید طالب علم نے ایک ایسا

جملہ کہا جس سے امام خمینی اور ان کی تحریک کی توبین ہوئی تھی۔ آقای

سعیدی ناراض ہو گئے اور اس طالب علم پر برس پڑے۔ پھر جب ہم گھر

گئے تو دن کے تقریباً دو یا تین بجے کسی کے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی

دی۔ ہم بھی سوچنے لگے آخر اسوقت اس سخت گرمی میں کون ہو سکتا ہے

? میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور دیکھا کہ آقای سعیدی ہیں۔ مجھ سے

پوچھنے لگے: اس سید طالب علم کا گھر کہاں ہے؟ میں نے پوچھا: خیریت

تو ہے کیا ہوا؟! فرمایا: پتہ نہیں کیا ہو گیا نہ نماز صحیح طرح سے پڑھ سکا، نہ

کھانا کھا سکا اور نہ آرام کر سکا۔ پتہ نہیں میں نے کیوں اس سید کو ڈانٹا اور

اس پر برس پڑا؟ ہم دونوں اس سید کے گھر گئے۔ شہید سعیدی نے اس کی

پیشانی کی چوما اس کی دلجوئی کی اور اسے کچھ دیا بھی۔ وہ واقعاً بہت عظیم اور

نرم طبیعت کے مالک تھے۔

(سید مرتضیٰ صالحہ خوانساری)

شہید سعیدی کا ایک مذاق

جو انوں کے ساتھ بہت گھلے ملے ہوئے تھے بالکل ایک دوست کی

طرح۔ انہیں اپنی طرف جذب کرتے۔ ان کی پوری کوشش تھی کہ

جو ان منبر اور مسجد سے دور نہ ہوں۔ بہت مہربان، نرم مزاج کے ماں اور

ہنس لکھتے۔ ایک باپ اور ایک بھائی کی طرح جوانوں سے ملتے تھے۔ ان

سے مذاق بھی کیا کرتے تھے۔ ایک بار سب بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے

کہا میں ایک دعا پڑھتا ہوں آپ سب بھی اس کو دھراں گیں۔ انہوں نے دعا

پڑھنا شروع کی اور سب نے دھرانا شروع کیا۔ پھر کچھ دیر کہنے لگے اب

سب لوگ سجدے میں جائیں اور یہ دعا دھراں گیں۔ سب لوگ دعا پڑھتے

رہے کچھ دیر بعد اچانک سب لوگ چپ ہو گئے دیکھا بالکل سناٹا ہے اور

آقای سعیدی کی آواز بھی نہیں آرہی ہے۔ جب سراٹھا کردیکھا تو وہ سب
کا سر سجدے میں رکھ خود گھر جا چکے تھے۔

غلام حسین نادری

امر بالمعروف کا طریقہ

ایک دن ہم آیۃ اللہ سعیدی کے ساتھ پانی بھرنے کی ایک عمومی جگہ سے گزر رہے تھے کہ آیۃ اللہ سعیدی کی نظر ایک خاتون پر پڑی جو اپنے دونوں ہاتھوں میں پانی سے بھری بالٹیاں اٹھائے ہوئے جا رہی تھی لیکن اس سے وہ بالٹیاں اٹھائی نہیں جا رہی تھیں اور اس کی وجہ سے اس کے سر کی چادر بھی کافی پیچے کھسک گئی تھی اور اس کے بال نظر آرئے تھے۔ آقا سعیدی نے اپنی عبا اتاری اور مجھے تمہاتے ہوئے اس خاتون کے پاس گئے اور اس سے وہ دونوں بالٹیاں لے کر اس کے گھر کی طرف چل دئے جب کہ اس کا گھر اس جگہ سے اچھا خاصہ دور تھا۔ جب اس کے

گھر پہنچ گئے تو اس خاتون کو کچھ سمجھایا۔ اس خاتون نے جب اپنے مولا علی

کے کردار کو علی کے اس بیٹے میں مشاہدہ کیا اس کی بات مان گئی۔

کاش کہ ہمارے بزرگ خاص کر علماء اسی طرح سے عوام کے درد کو

محسوس کرتے اور انہیں اہل بیت کی سیرت کا عملی نمونہ بن کر دکھاتے تو

آج معاشرے کا رنگ ڈھنگ کچھ اور ہی ہوتا۔

لوگوں کی مدد

آیۃ اللہ سعیدی کے ایک بیٹھ کا بیان ہے کہ : " ایک دن جب والد محترم مسجد سے لوٹ کر گھر آئے تو ہم نے دیکھا کہ ان کے جسم پر عبا نہیں ہے۔ ہم نے ان سے پوچھا: آپ کی عبا کہاں ہے؟ کہنے لگے: راستے میں، میں نے سڑک کے کنارے ایک فقیر کو دیکھا جو سردی سے کانپ رہا تھا میں نے اپنی عبا اتاری اور اس کے اوپر ڈال دی۔ " جب ہم نے دریافت کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو فرمایا: میں نے دیکھا کہ میرے جسم پر قبائلی ہے اور عبا بھی اور ایسی صورت میں مجھے عبا کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے میں نے عبا سے دیدی کیونکہ ایک مسلمان سردی سے مر رہا ہوا اور آپ کے پاس ایسی چیز بھی ہو جس کی آپ کو ضرورت نہیں ہے تو آپ پر واجب ہے کہ وہ اسے دیدیں تاکہ اس کی جان نجح سکے۔

پہلے پڑوس پھر گھر

ائمہ طاہرین کی سیرت یہ رہی ہے کہ انہوں نے کبھی اپنے پڑوس میں رہنے والے افراد سے بے توجہی نہیں بر تی۔ ان کا پڑوسی مسلمان ہو یا کافر، خدا پرست ہو یا برت پرست، یہودی ہو یا عیسائی ائمہ کی سیرت یہ تھی اس کا پورا خیال رکھتے اور حتی الامکان اس کی مدد کرتے اور اس کی زندگی کی مشکلات کو حل کرتے۔

آیۃ اللہ سعیدی ائمہ طاہرین کے انہی حقیقی چاہنے والوں اور پیروکاروں میں سے تھے جنہوں نے ائمہ طاہرین کی زندگی کو اپنی زندگی کا آئیڈیل بنایا تھا۔ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ ان کا برتاؤ اتنا اچھا تھا کہ ہر ایک

ان کا شیدائی ہو جاتا تھا۔ اور ان کی ایک خاصیت یہ تھی کہ ان سے کسی کی
تکلیف دیکھی نہیں جاتی تھی۔

ان کے محلے میں ایک شخص رہتا تھا جو پیشے سے ڈرائیور تھا اور مشکل
سے اس کا گزر بسر ہوتا تھا۔ اس کا بیان ہے سردی کا زمانہ تھا۔ موسم شدید
سرد تھا اور ہم سب گھروالے سردی سے ٹھپٹھپڑ رہے تھے۔ ایک دن گھر
میں بیٹھا تھا کہ سیر ہیوں پر سے کسی کے اوپر چڑھنے کی آواز سنائی دی جو
تیز تیز سانسیں لے رہا تھا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو حیران رہ گیا کہ
آیة اللہ سعیدی کا ندھر ہے پر ایک بوری اٹھائے ہماری طرف آرہے ہیں۔

آتے ہی وہ بوری زمین پر رکھی اور فرمایا: یہ کوئی نہیں۔ آپ کے لئے لایا
ہوں۔ برائے مہربانی اسے قبول فرمائیں اور استعمال کریں۔

(ماہنامہ شاہد یاران)

ایک کرامت

جو انی کے ایام کی بات ہے۔ ایک دن آیۃ اللہ سعیدی نے مجھے اپنے پاس بلوایا۔ ان دونوں میں نے گاڑی چلانا سمجھی تھی اور اس کا سرٹیفیکیٹ بھی لے لیا تھا۔ میرے بڑے بھائی کے پاس ایک گاڑی تھی۔ میں ان سے وہ گاڑی لی اور اپنے دوست محترم الویری کے ساتھ آقا سعیدی کے گھر کی طرف چل دیا۔ جب ہم ان کے گھر پہنچے تو علیک سلیک کے بعد آپ نے فرمایا: "آج کل تمام یونیورسٹیوں میں حکومت کے خلاف احتجاجات ہو رہے ہیں اور طلب حکومت مخالف نعرے لگا رہے ہیں، لیکن ان کے نعرے نامکمل ہیں۔ مثلاً ان کے زیادہ تر نعرے اس قسم کے ہو اکرتے

تھے: " تم بھی بیٹھو، ہم بھی بیٹھیں، کون اٹھے پھر؟ " " تم جو اٹھو،
ہم جو اٹھیں، سب اٹھیں گے۔"

"مردہ باد مردہ باد ظالم و جابر مردہ باد" اور اس طرح کے

دوسرے نعرے جو اس وقت یونیورسٹیوں خاص کر تہران یونیورسٹی میں

رانج تھے۔ آقای سعیدی کہتے تھے ان سب کے دل اس وقت امام خمینی

کے ساتھ ہیں لیکن یہ نامکمل نعرہ ہے کہ " تم بھی اٹھو، ہم بھی اٹھیں،
سب اٹھیں گے۔" اب فرض کر لو سب اٹھ جائیں اور قیام بھی کر لیں تو

اس کے بعد ہو گا کیا؟ قیام کرنے کے بعد انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اب

ہمیں کس سمت چلنا ہے اور اس وقت ضروری ہے کہ ایک اسلامی تحریک

کی طرف قدم بڑھایا جائے جس کی راہنمائی صرف امام خمینی ہی کر سکتے

ہیں۔ لہذا آپ ان احتجاجات میں جائیں امام خمینی کے نام کا نعرہ لگائیں۔ یہ

بات ہمارے لئے بہت خوشگوار بھی تھی اور دوسرے طرف ہماری راہنمای بھی تھی۔ میں آقا سعیدی سے عرض کی کہ ہمیں کسی ایسے گروہ کی راہنمائی کریں جس کے ساتھ ہم یہ کام کر سکیں۔ آپ نے آیۃ اللہ طالقانی کو فون کیا اور فرمایا کہ میرے دو افراد آپ کے پاس آرہے ہیں انہیں آپ سے کچھ کام ہے۔ ہم دونوں ان کے گھر سے باہر آئے اور گاڑی میں سوار ہو کر آیۃ اللہ طالقانی لے گھر کی طرف چل پڑے۔ ابھی آدھے راستہ ہی چلے تھے کہ گاڑی بند ہو گئی۔ می بہت کوشش کی لیکن گاڑی اسٹارٹ نہیں ہوئی۔ بہر حال اب بہت دیر ہو چکی تھی اور سورج بھی ڈوب چکا تھا اور ہمارے جانے کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا کیونکہ آیۃ اللہ کے مسجد جانے کا وقت ہو چکا تھا، جہاں وہ نماز جماعت پڑھاتے تھے۔ اس لئے ہم نے وہاں جانے کا رادہ ترک کر دیا۔

کچھ دن بعد تہران یونیورسٹی میں پھر احتجاجات ہوئے اور ہم نے بغیر کسی پروگرامنگ کے موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ جیسے ہی نعرے بازی عروج پر پہنچی ہم نے امام خمینی کے نام کے نعرے لگانا شروع کر دئے ۱۱

درود بر خمینی" "سلام بر خمینی" جب امام کا نام ہماری زبانوں پر جاری ہوا تو پورے مجتمع میں ایک طرح کی روحانی اور معنوی فضاقائم ہو گئی۔

احتجاج کے بعد ہمیں آقا سعیدی کا پیغام ملا کہ آیۃ اللہ طالقانی کے گھرنہ

جائیں۔ ہم نے وجہ پوچھی تو فرمایا بعد میں بتاؤں گا۔ پھر ایک دن ہم ان

سے ملنے مسجد میں گئے تو انہوں نے بتایا کہ تمہارے جانے کے بعد

آیۃ اللہ طالقانی کا فون آیا تھا اور انہوں کہا کہ ان دونوں کو یہاں آنے سے

روک لیجئے، کیونکہ یہاں حکومت کے جاسوس کھڑے ہیں ان کے لئے

مشکل کھڑی ہو سکتی ہے۔ لیکن تم دونوں جا چکے تھے اور اس کے بعد

تمہاری کوئی خبر بھی نہ ملی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ شاید تم گرفتار ہو چکے ہو۔ پھر جب ہم نے انہیں گاڑی کے خراب ہونے کی بات بتائی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور جب آیۃ اللہ طالقانی اس ماجرے سے باخبر ہوئے تو انہیں بھی بہت تعجب ہوا۔

(حسین شریعتمداری)

منافق

آیت اللہ سعیدی کہتے تھے: منافق وہ لوگ ہیں جو بظاہر تودین دار نظر

آتے ہیں لیکن اندر اندر اسلام کی جڑیں کاشنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب

یہ منافق ممکن ہے مسجد میں جانے والا انسان ہو یا ایک بازاری، کوئی ملازم

ہو، وکیل ہو یا وزیر یا کسی اور مقام و منصب پر فائز ہو۔ خداوند متعال نے

ان لوگوں کے لئے جہنم کا سب سے آخری حصہ رکھا ہے۔ آج منافقین

بہت زیادہ ہوں گئے ہیں خاص کروہ افراد جو بہت زیادہ دیندار نظر آتے ہیں

جو چہرے پہ داڑھی رکھے ہیں، ہاتھ میں تسبیح لئے رہتے ہیں اور نماز

جماعت میں بھی شرکت کرتے ہیں۔ اگر یہ منافق نہیں ہیں تو پھر دین کا

دفاع کیوں نہیں کرتے۔

(آیت اللہ سید احمد خاتمی)

وہ شخص؛ میں جس کی تلاش میں تھا

۱۳۲۹ھ ش میں مجھے پتہ چلا کہ امام خمینی نے نجف میں تدریس کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے اور ولایت فقیہ کے موضوع پر آپ کا خصوصی درس ہوتا ہے۔ کیونکہ امام خمینی سے ایک خاص لگا اور کھتا تھا اسلئے میری خواہش تھی کہ ان کے وہ دروس مجھے بھی ملیں تاکہ میں ان سے کچھ سیکھ سکوں اور پھر یونیورسٹی میں اپنے دوستوں کو بھی دوں۔ ان دنوں میں آیۃ اللہ امامی کاشانی (آجکل تہران کے امام جمعہ) ہی کو جانتا تھا جو اس سلسلے میں میری راہنمائی فرماسکتے تھے۔ میں نے ان سے جب اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو انہوں آقا مسعودی نامی کسی شخص کا ایڈرス دیا اور فرمایا کہ ان کا امام خمینی کے ساتھ کافی اٹھا بیٹھنا ہے، آپ ان سے مدد لے

سکتے ہیں۔ میں آقا سعیدی کے گھر گیا اور ان سے ملاقات کے بعد مجھے ایسے لگا جیسے آج میں اس شخص سے ملا ہوں جسے میں مدتوں سے ڈھونڈ رہا تھا۔ ان کے ذریعہ مجھے امام خمینی کے دروس کے کیسیش ملنے لگے لیکن چونکہ چوبیس گھنٹے ان کے گھر کی جاسوسی ہوا کرتی تھی اسلئے طے پایا کہ میں کیسیٹ لینے ان کے گھر کے بجائے کچھ خریدنے کی غرض سے ایک دکان پر جاؤں جو ان کے بیٹے اور ایک دوسرے آدمی نے مل کر کھولی تھی۔ ہم نے ایک کوڈور ڈر کھا تھا جس کے ذریعہ ہمیں پستہ چلتا تھا کہ کوئی نئی کیسیٹ آئی ہے یا نہیں۔

(انجینئر مرتضی الوری)

آیۃ اللہ سعیدی سے میرالگاؤ

محترمہ مرضیہ دباغ آیۃ اللہ سعیدی کی خاص شاگرد ہر ہی ہیں۔ آپ ان خواتین میں سے جن کا ایران کے اسلامی انقلاب کے سلسلے میں بہت اہم روں رہا ہے۔ جب امام خمینی نے انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد سویت یونین کے صدر گوربا چوف کو پیغام بھیجا ہے تو امام کی طرف سے پیغام لے جانے والے وفد میں یہ عظیم خاتون بھی شامل تھیں۔ محترمہ دباغ اپنے استاد آیۃ اللہ سعیدی کے بارے میں کہتی ہیں:

"میں جہاں بھی کسی محفل میں، دوستوں کے درمیان یا کسی پروگرام میں تقریر کے لئے جاتی ہوں آیۃ اللہ سعیدی کا تذکرہ ضرور کرتی ہوں۔ سب مجھ سے کہتے ہیں آقا سعیدی کے شاگروں میں صرف تم

ہو جوان کا اتنا زیادہ تذکرہ کرتی ہوا اور ان کے لئے صلوات بھجواتی ہو۔ اس

کی وجہ صرف یہ کہ اس عظیم انسان کے ساتھ مجھے ایک خاص لگاؤ تھا۔"

(محترمہ مرضیہ دباغ)

صلوات کی برکت

ایک رات والد محترم کو پار چین جانا تھا۔ ان کو وہاں جانے کے لئے کوئی گاڑی نہیں مل رہی تھی اور جانا بھی ضروری تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اپنی موٹر سائیکل نکالو اور میدان خراسان تک پہنچو میں وہاں سے تمہارے ساتھ چلوں گا۔ میں گلیوں سے ہوتا ہوا میدان خراسان پہنچ گیا کچھ دیر بعد والد محترم بھی آگئے اور ہم سوار ہو کر چل دئے۔ کچھ دور چلنے کے بعد ہم ایک سنسان سڑک پر آگئے جہاں پہنچ کر ہماری گاڑی نے کام کرنا چھوڑ دیا اور لائٹ بھی خراب ہو گئی۔ چاروں طرف تاریکی تھی اور راستہ بھی صاف نہیں تھا۔ ہم مجبور تھے کہ اب پیدل چلیں۔ والد محترم نے اپنی عبا سمیٹی اور کاندھے پر ڈالی۔ میں بھی موٹر سائیکل کو لے کر پیدل

چلنے لگا۔ کچھ دور چلنے کے بعد والد محترم نے کہا: " محمد! میں صلوات پڑھتا ہوں اور تم گاڑی اسٹارٹ کرو انشا اللہ اسٹارٹ ہو جائے گی۔ میں نے جیسے ہی کک (Click) ماری اور انہوں سے صلوات پڑھی موڑ سائیکل اسٹارٹ ہو گئی۔ اس طرح ہم اپنی منزل تک پہنچ گئے اور ہم نے خدا کا شکر ادا کیا۔

(سید محمد سعیدی، شہید سعیدی کے بڑے بیٹے)

خدا سے شرم کرو

مجھے یاد ہے کہ ایک بار ہم سڑک سے گزر رہے تھے۔ ایک ہوٹل میں ریڈ یو پر گانا لگا ہوا تھا۔ کچھ لوگ جلدی سے دوڑ کر جاتے ہیں اور ہوٹل والے سے کہتے ہیں ریڈ یو بند کرو آیۃ اللہ سعیدی آر ہے ہیں۔ ہوٹل والا فوراً ریڈ یو بند کر دیتا ہے تاکہ ہم لوگ گزر جائیں۔ جب والد محترم یہ دیکھتے ہیں تو بلند آواز میں ہوٹل والے سے کہتے ہیں: "ریڈ یو کیوں بند کر دیا؟" دوبارہ چلائو۔ ہوٹل والا کہتا ہے: آقا گانا آر ہا تھا اسلئے بند کر دیا۔ والد محترم نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ کہیں روز قیامت خدا مجھ سے یہ نہ پوچھے کہ سعیدی! آخر تم نے ایسا کیا کیا کہ لوگ تم سے ڈرنے لگے لیکن میرا انہیں کوئی خیال نہیں ہے؟ ظاہر ہے اس طرح کی بات اپنا ایک اثر رکھتی ہے

والد محترم اس جملے سے انہیں یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ مخلوق خدا سے تو شرم و حیا کرتے ہیں لیکن خدا سے کوئی شرم و

حیا نہیں ہے؟

(سید محسن سعیدی، شہید کا پیٹا)

بے حجابی سے باحجابی تک

آقای سعیدی نے امر بالمعروف اور نبی عن المنکر کے لئے ایک کمیٹی بنائی تھی جس کا کام معاشرے میں پائی جانے والی براہیوں کا مقابلہ کرنا اور جوانوں کو برائی کے راستے سے نکال کر اچھائی کے راستے پر لانا تھا۔ وہ خود اس کام میں کافی ماہر تھے اور سب سے ایک مہربان باپ کی طرح برتاؤ کرتے تھے۔ اس وقت بے پر دگی عام تھی اور اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ لیکن غیاثی محلہ میں ایک جوان اور خوبصورت خاتون تھی جو بے حجابی اور بے حیاتی کے تمام حدود پار کر چکی تھی۔ وہ ہر دن اپنے گھر سے بس اسٹاپ تک پیدل جاتی تھی اور نامناسب اور چست کپڑے پہن کر جوانوں کو اپنی طرف لبھانے اور انہیں بہہ کانے

کی کوشش کرتی تھی۔ تمام محلے والے اس کی ان حرکتوں پر اعتراض بھی کرتے تھے اور اس سے تنگ آچکے تھے۔ لوگوں نے شہید سعیدی سے اس خاتون کی شکایت بھی تھی اور انہوں نے لوگوں سے اس خاتون کے ساتھ کسی طرح بھی رد عمل دکھانے سے منع کیا تھا۔ ایک بار جب وہ مسجد سے نماز پڑھا کے باہر نکل رہے تھے کسی نے ان سے کہا کہ وہ خاتون آرہی ہے۔ شہید سعیدی اس کے پاس گئے اور کہا: میری عزیز بہن! تمہیں دھوکہ دیا جا رہا ہے! تم کیوں اپنی شخصیت اور اپنے وقار کو کھونا چاہتی ہو؟ خدا کو کیا جواب دو گی؟ کیا تم نہیں چاہتی کہ جب اس دنیا سے جاؤ تو حضرت فاطمۃ الزہرا اور انہمہ اطہار تمہاری شفاعت کریں؟ تم مسلمان اور شیعہ ہو۔" کہتے ہیں کہ آپ نے اس خلوص اور شفقت سے اس خاتون کو سمجھایا کہ وہ باحجاب ہو گئی۔

(سید محسن سعیدی، شہید کا پیٹا)

شہید سعیدی اور امام حسین علیہ السلام

ہمارے بیٹے کی ولادت ہوئی تھی۔ آقای سعیدی ایک رات گھر آئے تو میں نے ان سے کہا: بیٹے کو پیدا ہونے ابھی سات ہی دن ہوئے ہیں۔ میں یہاں اکیلی ہوں، کمزور ہو گئی ہوں، میرے بدن میں بالکل جان نہیں ہے اور آپ کو تبلیغ اور تقریر کی پڑی ہے۔ کچھ تو خیال کیجئے ہمارا"

اسی طرح ایک دن میں ان سے گلہ کرنے لگی کہ شاہ کے سپاہی گھر میں گھس آتے ہیں، میں بچوں کے ساتھ اکیلی ہوتی ہوں۔ آپ کو کچھ خیال کرنا چاہئے۔ بہر حال مجھ سے رہا نہیں گیا اور میں نے ان سے درد دل کرنا شروع کیا۔ وہ کچھ نہیں بولے اور سنتے رہے۔ دوسرے دن صبح جب میں ناشستہ بنار ہے تھی تو میرے پاس آئے اور مسکرانے لگے۔ میں نے پوچھا:

کیا بات ہے آج اتنا مسکرا کیوں رہے ہیں؟ کہنے لگے آپ نے رات مجھ سے پوچھا تھا کہ یہ سب کیوں کرتا ہوں۔ میں نے رات ایک خواب دیکھا کہ ایک محفل سمجھی ہے۔ وہاں ایک شخص نے مجھے پکارا اور کہا: سعیدی!

میرے پاس آکر بیٹھو۔ میں اٹھا اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں سے مجھ سے کہا کہ آقا سعیدی کل میں نے امام حسین کو خواب میں دیکھا۔ وہ مجھ سے فرمائے ہے تھے کہ آقا سعیدی تک میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ ہمارے نقش قدم پر چلنے ہم اس کی حفاظت کریں گے۔" پھر آقا سعیدی میری طرف مڑے اور کہنے لگے کہ: امام حسین مجھ گنہگار کے لئے یہ کہیں کہ وہ ہماری حفاظت کریں گے اور میں ان کے لئے کچھ نہ کروں؟!" یہ سن کر میں خاموش ہو گئی اور ان سے کہا کہ اب میں آپ سے کوئی گلہ نہیں کروں گی۔ جو بہتر سمجھیں وہی کریں۔ (بی بی خدیجہ طباطبائی، شہید کی زوجہ)

ہمارے رہبر امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم

شہید سعیدی فرمایا کرتے تھے: جس کا رہبر امام حسین جیسی

شخصیت ہوا سے قید و بند، سزاوں اور ملک پر کئے جانے جیسی چیزوں

سے نہیں ڈرانا چاہئے۔ ہم امام حسین کے پیروکار ہیں ہمیں شہادت سے

پچھے نہیں ہٹانا چاہئے۔ آج کے حسین کا نام خمینی ہے لہذا ہمیں ان کی

نصرت کے لئے اٹھنا چاہئے اور انہیں پیٹھ نہیں دکھانی چاہئے۔

(سید صادق قاضی طباطبائی)

وصیت نامے سے مطلع کیا

آقای سعیدی کو شہید ہوئے تین دن ہو چکے تھے۔ وہ ایک بنک کے
کچھ مقروض تھے اور یہ بات حکومت والوں کو نہیں پتہ تھی اور ہم نہیں
چاہتے تھے کہ حکومت اس مسئلے سے باخبر ہوا اور ان کے گھروالوں کو تنگ
کرے۔ کیونکہ یہ بات حکومت کے لئے ان کے گھروالوں کو ستانے کا ایک
بہانہ بن سکتی تھی۔ میں آقای سید رضا عالم الہدیؑ کے پاس گیا اور ان سے یہ
مشکل بیان کی۔ آقای عالم الہدیؑ مجھ سے کہنے لگے: آقای وحدتی اس کے
لئے ان کا وصیت نامہ ہونا بہت ضروری ہے۔ وہ تو ہمارے پاس ہے ہی
نہیں۔ ہم باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی آقای عالم
الہدیؑ نے فون ریسیو کیا اور کچھ باتیں کیں اور پھر مجھ سے کہنے لگے آقای

وحدتی مبارک ہو و صیتناہ مل گیا ہے۔ یہ فون قم سے ایک طالب علم کا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ کچھ دیر پہلے میری آنکھ لگ گئی اور میں نے خواب میں آقای سعیدی کو دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میرا و صیتناہ میری لائبریری کی فلاں الماری کے فلاں خانے کی فلاں کتاب میں ہے۔ آقای علم الہدی نے فوراً آقای سعیدی کے گھر کا نمبر ملا یا۔ ان کے کسی بیٹے نے فون اٹھایا۔

ہم نے پورا ماجرہ ان سے بیان کیا۔ اس نے فون ہولڈ رکھاتا کہ وہ لائبریری میں جا کر دیکھے۔ کچھ دیر بعد وہ آیا اور تائید کرتے ہوئے کہنے لگا: جی ہاں بالکل ویسا ہی ہے جیسا آقای سعیدی نے خواب میں بتایا ہے۔ یہ بات ہم سب کے لئے بہت تعجب کا باعث تھی۔

(صغر وحدتی)

شہادت کی تمنا

میں نے اپنی والدہ گرامی سے سنا ہے وہ کہا کرتی تھیں کہ شہید سعیدی نماز شب میں ہمیشہ ایک تسبیح پڑھتے تھے اور اس میں یہ دعا پڑھتے تھے: "اللهم از قنا شهادةً فی سبیلک" "خدا یا مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما"۔ اسی طرح ایک دن رفسنجان کے امام جمعہ بیان کر رہے تھے کہ ایک بار میں، آیۃ اللہ سعیدی اور آقای خز علی مسجد جمکران گئے جب ہم لوگ واپس آرہے تھے ہم نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ آج آپ نے جو سب سے اہم دعا کی ہے وہ کیا تھی؟ سعیدی نے کہا: آج میں جمکران صرف اس لئے آیا تھا تاکہ امام زمانہ (عج) سے درخواست کروں کہ مجھے شہادت کی موت نصیب ہو۔

میں شہادت کے لئے تیار ہوں

ایران ہی کے ایک امام جمعہ ایک بار مجھ سے والد محترم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ایک بار آقا مسعودی مجھے مدرسہ فیضیہ میں ملے اور مجھ سے کہنے لگے: کیا تم اس بات کے لئے آمادہ ہو کہ خدا کی راہ میں شہید ہو جاؤ۔ میں نے جواب دیا: نہیں ابھی نہیں! اس کے جواب میں شہید مسعودی نے فرمایا: میں اس دن کا منتظر ہوں جب میری داڑھی میرے خون سے رنگیں ہو جائے۔

(سید محسن مسعودی، شہید کا بیٹا)

اپنی شہادت سے باخبر کیا

والد محترم کو شہید کیا گیا تھا اور حکومت چاہتی تھی کہ کسی کو ان کی شہادت کا پتہ نہ چلے اور یہی مشہور کیا جائے کہ ان کی طبیعی موت ہوئی ہے۔ اسی لئے حکومت نے انہیں مخفی طور پر دفن کیا تھا۔ والد محترم سمجھ چکے تھے کہ یہ لوگ مجھے شہید کرنے والے ہیں۔ ان کی شہادت کے بعد بہت سے علماء جیسے شہید مطہری، شہید مفتح، شہید طالقانی اور دوسرے کچھ لوگ اکٹھا ہوئے۔ شہید مطہری نے کہا: اگر ہو سکے تو ان کا وصیت نامہ لایا جائے۔ ہم نے وہ قرآن شہید مطہری کی خدمت میں پیش کیا جس پر والد مرحوم نے اپنا آخری وصیت نامہ لکھا تھا۔ اس میں کئی چیزیں تھیں۔ مثلاً ان کی ایک وصیت یہ تھی کہ "دوسرے سورے کی آیت ۱۵۲ سے

۱۵۷ تک سے غافل نہ ہونا۔ قرآن کھول کر دیکھا تو سورہ بقرہ کی یہ آیات

تھیں جن میں خدا کی طرف سفر کی گفتگو تھی اور ان آیات میں سے ایک

آیت یہ تھی "وَلَا تَحْسِبُ الَّذِينَ قُتُلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ

احياءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْزُقُونَ"

"بے شک جو راہ خدا میں شہید ہوئے انہیں ہر گز مردہ تصور نہ کرنا

وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کی طرف سے رزق پاتے ہیں" اس آیت کو

دیکھنے کے بعد تمام علماء سمجھ گئے کہ انہیں شہید کیا گیا ہے۔ شہید مطہری اور

شہید مفتح یہ وصیت پڑھنے کے بعد ایک دوسرے کے کانڈھے پر سر رکھ

کر رونے لگے۔ یہ شہید سعیدی کی صرف ایک وصیت ہی نہیں تھی بلکہ

انہوں نے اپنی فراست سے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ انہیں

(سید محسن سعیدی، شہید کا بیٹا) شہید کیا گیا ہے۔

شہادت کا علم

اپنی گرفتاری سے کچھ دن پہلے آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اگر کسی دن کوئی خاص حادثہ پیش آیا تو فلاں کتاب (شاید تفسیر صافی) میں میں نے جو کچھ لکھا ہے اسے پڑھ لینا۔ کچھ دن بعد جب وہ گرفتار ہوئے تو ان کے بیٹے نے وہ کتاب کھول کر دیکھی۔ اس میں لکھا تھا: اس سفر میں میں شہید کر دیا جاؤں گا۔ میں نے یقین کے ساتھ اس راہ میں قدم بڑھایا ہے اور اس عظیم نعمت کے لئے خدا کا شکر گزار ہوں۔

(علیٰ اکبر ابو ترابی)

امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

تہائی میں بھی خدا کی نافرمانی سے ڈرو کہ جو دیکھنے والا
ہے وہی فیصلہ کرنے والا ہے۔

امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

"کسی نے آپ سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کے گھر
کا دروازہ بند کر دیا جائے اور اسے تنہا چھوڑ دیا جائے تو اس کا
رزق کہاں سے آئے گا؟ فرمایا کہ جہاں سے اس کی موت
آئے گی۔

ROLE MODELS

SHAHEED AYATULLAH MOHD RIZA SAEEDI

مثالی لوگ

☆..... ایسے لوگوں کی داستان زندگی ہے جنہوں نے ایسی ماڈلوں کی آنکھیں میں تربیت پائی جہاں سختیاں تھیں اور زندگی کی کوئی ایسا میراث نہ تھیں مگر ان کا دارکی پا کیزگی اور حیات و عفت سے مالا مال تھا ان غربت کدوں میں مائیں بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے دل کو ذکر خدا اور روح کو وضو سے منور کرتی تھیں۔

☆..... مثالی لوگ، وہ لوگ ہیں جنہوں نے غربت، ناسا و حالات اور سختیوں کے ساتھ جنگ کر کے علم و دانش، ایمان و اخلاق اور کمالات کی چوٹیوں تک رسائی حاصل کی۔

☆..... مثالی لوگ، ان لوگوں کی داستان زندگی ہے جن کا سرمایہ ایمان، خدا پر توکل، پر ہیزگاری اور سحرخیزی تھا، جن کی راتیں آہ سحر اور خالق کے ساتھ رہا ز دنیا سے بھری رہتی تھیں، جن کے دن خلق خدا کی خدمت اور ان کے ساتھ ہر روزی میں گزر جاتے تھے۔

☆..... مثالی لوگ، وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا اور خلق خدا کے دشمنوں کے ساتھ اس وقت علم جہاد بلند کیا جب مصلحت کی چادر اوزہ کے اپنے منادات کا بچاؤ بڑی چالا کی اور ہوشیاری سمجھا جاتا تھا اور دین و خلق خدا کے دشمنوں کے ساتھ پنج آزمائی حماقت مالی جاتی تھی، وہ لوگ جنکی زندگی خلق خدا کے لئے شہسم اور ان کے دشمنوں کے لئے دل و ہلاکتیں والا طوفان تھی۔

☆..... مثالی لوگ، افتخار و کردار کے ان غازیوں کی داستان ہے جو کہتے کم تھے اور کرتے زیادہ تھے، جو اسلام کے سب سے بڑے مبلغ تھے، لیکن زبانی نہیں عمل کردار سے اسلامی اقدار کی عظمتوں کا اعلان کرتے تھے۔

☆..... مثالی لوگ، وہ لوگ ہیں جنہوں نے نرم بستر پر آرام کے بجائے میدان عمل میں اسلام کی ترویج اور خلق خدا کی ہدایت کی خاطر در در کی ٹھوکریں کھائی۔

☆..... یہ وہ خون جگر پینے والے لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے جیالوں کے حصے بلند کئے، ان کی ہمتیں باندھیں اور ان کا عمل آج بھی ہمیں تاریکیوں میں روشنی دے رہا ہے اور ان کی روح آواز دے رہی ہے:

مت ہل ہمیں جانو بھرتا ہے فلاں برسوں

تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں



شہید اسرا

تبراز • خیابان آیت اللہ طالقانی • خیابان ملک الشعراں بھار شمالی ۳
www.shahed.isaar.ir (www.navideshahed.com)

Rs 75 60